حافظ حفیظ اللہ ایم اے

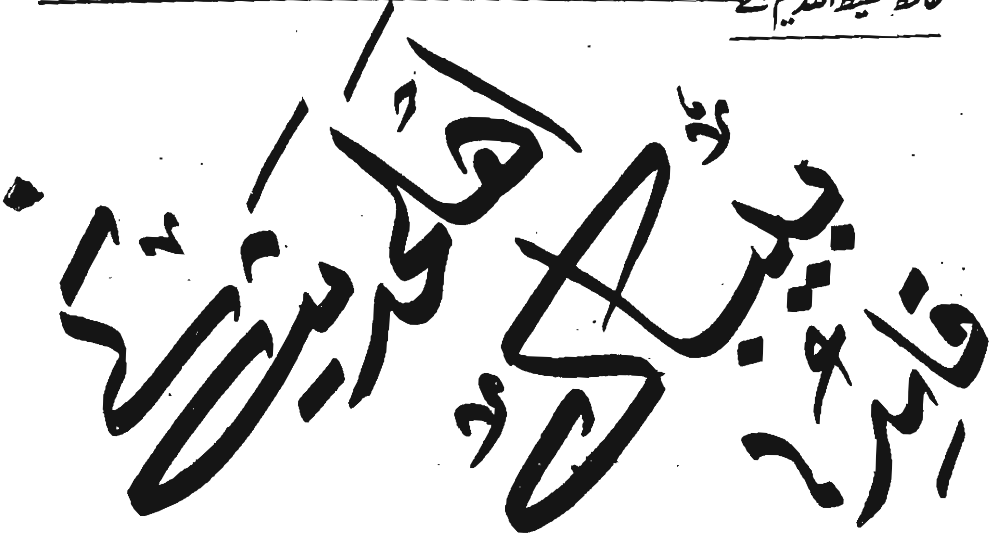

شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کوئی معمولی ہستی نہ تھے۔ علم و ادب کا خزینہ فکر و نظر کا گنجینہ اور حکمت و رموز کا آئینہ تھے۔ ہمہ صفات سے متصف، تقریر دلپذیر تھی تو تحریر بھی دلگیر۔ علم بھی تھا عمل بھی۔ شخصیت بھی تھی، رعب و جلال بھی۔ ایسی شخصیت جن کے زورِ علم، زورِ تحریر اور زورِ تقریر کے سامنے سب ماند پڑتے ہوئے نظر آتے تھے۔ دلوں میں گھر کرنے والی نابغۂ روزگار شخصیت جو اب ہمیں کبھی نظر نہ آئے گی۔ لیکن ان کا نام زندہ ہے مشن زندہ ہے اور ان شاء اللہ تا ابد زندہ رہے گا۔ ان کی آواز کی گھن گرج ان کی حیات میں بھی ایوانِ شرک و بدعت اور فرقِ باطلہ میں لرزہ طاری کر دیتی تھی اور آج بھی گھر گھر کیسٹوں کی صورت میں سنائی دیتی ہے اور دلوں میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ ان کی شاہکار اور لاجواب کتب ان کی علمیت کا ایسا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آج تک کوئی ان کا جواب نہیں دے پایا ہے۔

علامہ ظہیر کے کشادہ سینے میں ایسا دل دھڑکتا تھا کہ غیر اللہ سے خوف نام کی کوئی شے اس کے قریب بھی نہ پھٹکتی تھی۔ آپ اہل حدیث کی پہچان تھے۔ آپ کی وجہ سے مسلک اہل حدیث اور جمعیت اہل حدیث کا اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک خوب بول بالا ہوا۔ مسلکی تڑپ اور دعوتِ اہلحدیث سے وارفتگی اور

کلمۂ حق کو سر بلند کرنے، کتاب وسنت کی بالادستی، اور ہر طاغوت کی سرکوبی کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ آپ کی زیرِ قیادت جمعیت اہل حدیث پاکستان کے کامیاب عظیم اجتماعات کے ذریعے سے مسلکِ حق کے پھریرے لہرائے، دعوتِ اہل حدیث کا غلغلہ مچا۔ تحریکِ اہل حدیث کی نشأۃ ثانیہ ہوئی، جوانوں میں عقابی رُوح بیدار ہوئی اور بے باکی پیدا ہوئی۔ کتاب وسنت کا علم بلند ہوا۔ باطل قوتیں سرنگوں ہوئیں۔ فرقِ باطلہ کا بخوبی پوسٹ مارٹم کیا اور حق کا پرچم اونچا کیا۔ اہل حدیثوں میں تحریکی سپرٹ (SPIRIT) پیدا کی۔ الغرض علامہ ظہیرؒ نے اپنی زندگی ملت اسلامیہ کی صلاح و فلاح کے لیے وقف کر رکھی تھی اور علمِ حق بلند کیے ہوئے طاغوت کی مذمت کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے ؎

زندہ درخشندہ ہے جب تک جہانِ روزگار

سرخیٔ خونِ شہادت ہے تمہاری یادگار!

جناب مجیب الرحمٰن شامی نے اپریل ۱۹۸۷ء کو قومی ڈائجسٹ میں علامہ شہیدؒ کی اس دُعا کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے ۱۹۸۵ء کے حج کے موقع پر میدانِ عرفات میں کی تھی "کہ اے اللہ! میں جب اس دنیائے فانی سے دنیائے باقی کی طرف کوچ کروں تو میں اسی سرزمین سے جاؤں۔ ربِّ کریم ورحیم! تو دلوں کے حال جانتا ہے اور میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی ہے کہ میں مرنے کے بعد تیری اسی پاک و مقدس سرزمین میں دفن ہوں — زہے نصیب اسلام کی خدمت کرتے ہوئے انہیں جو شہادت نصیب ہوئی ایسی سعادت کم لوگوں کے حصے میں آیا کرتی ہے۔ اور سونے پر سہاگہ جنت البقیع میں دفن ہونے کا بلند ترین اعزاز۔

آپ کی چاہت، فریاد اور تمنا رب العزت نے پوری کر دی کہ: اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک بکثرت کی ہوئی دعا کو یوں شرفِ قبولیت بخشا کہ لاہور سے اٹھایا اور جنت البقیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتیوں کی بابرکت رفاقت میں پہنچایا۔ اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ الفردوس!

علامہ ظہیرؒ سے محبت وشیفتگی عقیدت اور وارفتگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے

پیغامات وافکار سے اپنے آپ کو مزین کریں۔ان کی تحریری اور تقریری تعلیمات سے بہرہ ور رہوں۔اپنے اندر بیداری کرتے ہوئے چہار سو کے خطرات اور دشمنانِ دینِ متین کا مقابلہ کرنے کے لیے مضبوط چٹان بن جائیں اور حضرت علامہ شہید کے حق میں دعائے خیر کرتے رہیں۔مسلک اہل حدیث یعنی کتاب وسنت کی حفاظت و ترقی کے لیے ہم بھی ان کی طرح سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔اپنے مالوں اور قیمتی اوقات کو دینِ حق کی سربلندی کے لیے وقف کریں۔